سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۰۳

دارِ فانی میں بالطف زندگی



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۳

دارِ فانی میں بالُطف زندگی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : دارِ فانی میں بالطف زندگی

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

دارِ فانی میں بالطف زندگی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

حدیث اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا الخ کی الہامی تشریح

دوستو! دنیا کی جتنی بھی راحتیں ہیں اور دنیا کے عیش ہیں یہ سب فانی ہیں، افسانے ہیں اور خواب ہیں، ان کو زیادہ اہمیت نہ دیجیے، دنیائے فانی کا فریب اور حقیقت شاعر نے اس شعر میں کیا خوب بیان کیا ہے؎

جام تھا ساقی تھا مے تھی اور درِ مے خانہ تھا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

کسی معاملے سے کتنا ہی عیش اور کتنی ہی راحت محسوس ہو، اپنے مکان سے، بیوی بچوں سے، اپنے کاروبار سے لیکن اس کو زیادہ اہمیت مت دو، دنیا کو زیادہ اہمیت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَایَۃَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا[1]

---

[1] جامع الترمذی: ۱۸۸/۲، احادیث شتّٰی من ابواب الدعوات، ایج ایم سعید، ولم یذکر ولا غایۃ رغبتنا

اے اللہ! ہمارے غم اور فکروں کا اعلیٰ مقصد دنیا کو نہ بنائیے، آخرت کے لیے غم کھاؤ، یہ غم قیمتی غم ہے۔ ہنس موتی کھاتا ہے اور کوّا گُو کھاتا ہے۔ یہ غم تو کافروں کو بھی ہے۔ اگر آپ رات دن فیکٹری چلانے کے غم میں ہیں تو ہندو، یہودی اور عیسائی اس سے زیادہ غم میں ہیں اور جو غم دشمنوں کو بھی ملتا ہے اس غم پر آپ کیا ناز کرتے ہیں؟ اس غم پر کیا اپنا شرف محسوس کرتے ہیں؟ ہمارا شرف صرف وہ غم اٹھانے پر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا کرتے ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام کو، اولیائے کرام کو۔ اور اپنے دوستوں کو کیا غم دیتے ہیں؟ تلاوت کی فکر، نماز کی فکر، اپنی یاد میں رونے کی فکر اور گناہ چھوڑنے کی فکر، اللہ کے غضب اور نافرمانی کے اعمال سے توبہ کرنے کی فکر۔ یہ دولت اپنے دوستوں کو عطا کرتے ہیں اور اس کے برعکس دنیا کا جتنا بھی عیش ہے اس کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ لہٰذا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا دنیا کو ہماری فکر کا اعلیٰ مقصد نہ بنائیے، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا اور ہمارے علم کا آخری مقام بھی نہ بنائیے کہ رات دن بس اس کی فکر ہے کہ کیسے ٹریکٹر چلائیں؟ کون سی کھاد ڈالیں کہ لنگڑے آم ایک کے بجائے دو دو آنے لگیں؟ اور ایسی کھاد ڈالوں کہ آلو چھٹانک کے بجائے ایک ایک پاؤ کے نکلنے لگیں، بس دنیا ہی کی فکر ہے۔ ارے! آخرت کی فکر کو غالب رکھتے ہوئے جتنی دنیا مل جائے غنیمت سمجھ لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ
فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی[۲]

جو شخص دنیا سے زیادہ محبت رکھے گا تو اس کی آخرت خراب ہو جائے گی اور جو آخرت سے زیادہ محبت رکھے گا تو اس کی دنیا کو نقصان پہنچے گا، پس جو ہمیشہ رہنے والی ہے اسے خوش کر لو۔ دنیا و آخرت میں سوکن کا تعلق ہے، دونوں خوش نہیں رہ سکتیں، اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں تو اگر ایک کو راضی کرے گا تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔ لہٰذا اگر آخرت کو خوش کرو گے تو دنیا ضرور ناراض ہو جائے گی، فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی یعنی جو ہمیشہ رہنے والی ہو اس کو خوش کرو۔

آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وَلَا غَایَۃَ رَغْبَتِنَا

[۲] کنز العمال: ۳/۱۹۷، (۶۱۴۶)، باب فی الاخلاق والافعال المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

دنیا کو ہماری رغبت کی انتہا نہ بنائیے کہ ہر وقت دنیا کی شانِ محبوبیت دل میں گھسی ہوئی ہو۔ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ فرمائیے جو ہم پر رحم نہ کریں۔

یہاں ایک علمی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دعا کے تین جملوں لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا کا آخری جملہ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا سے کیا ربط ہے؟ ابھی اللہ تعالیٰ نے یہ علمِ عظیم عطا فرمایا کہ اگر دنیا تمہارے علم کا اعلیٰ مقصد اور تمہارے علم کا آخری مقام اور تمہاری رغبت کی انتہا ہو گئی تو تم پر ایسے لوگ مسلط ہوں گے جو تم پر رحم نہیں کریں گے۔

دنیا دھوکے کا گھر ہے

میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ دو چیزیں ہوتی ہیں: معقول یعنی عقلی دلیل اور منقول یعنی نقلی دلیل جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ منقول دلیل تو قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی کہ

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ [۳]

دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ جس نے دنیا بنائی ہے وہ خود کہہ رہے ہیں کہ یاد رکھنا! دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ آپ بتلائیے! اگر ٹیوٹا کمپنی کوئی کار بنا کر بیچے اور اپنے کسی پمفلٹ میں اس کے بارے میں ہدایات کر دے کہ جہاں کوئی اسپیڈ بریکر یا کوئی کھڈا آئے تو بریک لگا کر آہستہ کر لینا۔ پھر کوئی کہے، ارے! ٹیوٹا کمپنی والا ایسے ہی جھوٹ بولتا ہے، اس کو بکنے دو۔ نتیجہ کیا ہو گا؟ اگر اس کے خلاف چلو گے تو ٹیوٹا کار تمہیں کھڈے میں گرا دے گی یا نہیں؟ دنیا کی کمپنی جو چیز بناتی ہے تو ہر شخص اس کی ہدایت کا پابند ہے۔ بتائیے! عقل کہتی ہے کہ نہیں؟ تو جس نے دنیا بنائی ہے اس کی ہدایت کے مطابق دنیا میں رہنا عقلاً بھی ضروری ہے یا نہیں؟ جب دنیا بنانے والا، دنیا پیدا کرنے والا یہ فرمارہا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ یہ میری فیکٹری ہے، یہ میرا کارخانہ ہے، یہ میری ٹیوٹا کار ہے، یہ میرا کاروبار ہے، یہ میرا اینک

۳؎ اٰل عمرٰن:۱۸۵

بیلنس ہے اور یہ میری جوان بیوی ہے جس سے ابھی میں نے شادی کی ہے اور کون صاحب ہیں یہ؟ یہ ستّر سال کے رئیس ہیں اور روپیوں کی طاقت پر سولہ سال کی لڑکی سے شادی کر کے لائے لیکن ابھی اچانک سیٹھ صاحب مر گئے اور کفن میں لپٹ کر دفن ہوگئے، جوان لڑکی اوپر رہ گئی، کارخانے، فیکٹری اور مکان سب خواب ہوگئے۔ اب دیکھو کیا چیز کام دیتی ہے؟ اس لیے عقلاً بھی سوچنا چاہیے کہ دنیا دل لگانے کے قابل نہیں، مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ۔

آ کر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی

ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

ڈائری میں اسکیم بنا رہے ہیں کہ فلاں لڑکی کی شادی پر اتنا روپیہ خرچ کروں گا، دو منزلہ مکان بناؤں گا، ایک کارخانہ لاہور میں اور ایک کارخانہ فیصل آباد میں قائم کروں گا اور اچانک ہارٹ فیل ہوگیا اور سب ہنگامہ ختم۔ بس ہم تو یہی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ[۲]

عبرت کے لیے کبھی کبھی قبرستان جاؤ کہ یہ تمہارا دل دنیا سے اُچاٹ کر دے گا اور آخرت یاد دِلائے گا۔ بعض لوگ قبرستان جاتے ہیں تو وہاں بھی بیڑی پیتے ہیں، سگریٹ پیتے ہیں اور وہاں بھی ہنستے ہیں، قبرستان میں ہنسی آنی چاہیے؟ عجیب حال ہے۔ ارے! قبرستان میں جاؤ تو دیکھو کہ یہ منسٹر صاحب لیٹے ہیں، یہ سیٹھ صاحب لیٹے ہیں، یہ جوانی میں جو وی سی آر دیکھتا تھا وہ بھی لیٹا ہوا ہے، یہ ٹیڈیوں کے چکر والا بھی لیٹا ہے، یہ سینما باز بھی لیٹا ہوا ہے، یہ وہ بھی لیٹا ہوا ہے جو ہر وقت عورتوں ہی کے غم میں رہتا تھا اور وہ بھی سوئے ہوئے ہیں جو مال بنانے کے لیے راتوں کو جاگتے تھے، خواتین بھی سوئی ہوئی ہیں، مرد بھی سوئے ہوئے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ قبرستان ہے۔ دنیا تو بس خواب کی جگہ ہے، بڑی ہی عبرت کی جگہ ہے۔

دنیا کی دو پارٹیاں اور اُن کا انجام

جن کی دنیا میں کوئی مراد پوری نہیں ہوئی ان کو تو آپ کہیں گے کہ یہ ناکام ہوگئے

[۲] سنن ابن ماجہ:۱/۲۲۴،(۱۵۷۱)،باب ماجاء فی زیارۃ القبور،المکتبۃ الرحمانیۃ

لیکن جن کی منشا کے مطابق دنیا میں ان کی مراد پوری ہوگئی وہ بھی کون سے چین میں ہیں؟ بھئی! دنیا میں دو ہی تو پارٹیاں ہیں: ایک کا نام ہے نامراد اور دوسری پارٹی کا نام بامراد ہے کہ جو آرزو کی پوری ہوگئی، بے حد خوش و خرم اپنی خواہشوں میں مست مٹی کے کھلونوں میں مشغول ہے، اللہ والوں کے پاس بھی نہیں جاتا اس کو فرصت کہاں ہے، عیش سے دنیاوی فانی مزے لوٹ رہا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو نامراد ہے، اس کی کوئی آرزو پوری نہیں ہوئی لیکن بامراد صاحب اور نامراد صاحب ایک ہی دن میں دونوں کا انتقال ہوا، قبرستان میں ایک قبر میں بامراد لیٹے اور دوسری میں نامراد لیٹے، تین دن کے بعد دونوں لاشوں سے پوچھو کہ اے نامراد! تیری نامرادی کا غم تیری کس کس رگ میں ہے؟ اور اے بامراد! تیرے وہ عیش اور خوشیاں اور مزے کہاں ہیں؟ وہ مزے ذرا اپنی لاش کو دکھا دے، معلوم ہوا وہاں کیڑوں کے سوا کچھ نہیں ؎

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا مبیّض کفن تھا مشیّن بدن تھا
جو قبرِ کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

یہ نظیر اکبر آبادی کا شعر ہے۔ اسی لیے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریبِ خوابِ ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

بعض نامراد قابلِ مبارک باد ہیں

ہاں! وہ نامراد جس کی آرزو پوری نہیں ہوئی اور اس کا دل ٹوٹا ہوا ہے لیکن وہ روزہ نماز میں لگا ہوا ہے اور اللہ کو یاد کر رہا ہے، زیادہ آخرت کی فکر میں ہے، زیادہ اللہ والوں کے پاس بیٹھتا ہے، اس کی نامرادی بہت مبارک ہے کیوں کہ اس سے وہ اللہ کے قریب ہو رہا ہے اور حسرت و نامرادی کے باوجود اس کے دل میں وہ چین ہے جو بادشاہوں کو نصیب نہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے سارے عیش فانی ہیں۔ آج جس مکان پر بڑے صاحب کے نام کی تختی لگی

ہوئی ہے کل مرتے ہی ان کی تختی بدل گئی اور دوسری تختی لگ گئی۔ دیکھو! تختیاں بدلتی جارہی ہیں، اوپر والے نیچے جارہے ہیں۔ سبق لے لو! دنیا کے عیش کو اتنی اہمیت مت دو، خصوصاً حرام عیش کو، کیوں کہ حلال عیش میں تو گنجایش ہے، جواز ہے لیکن تعجب ہے جو قبر میں جانے والا ہے وہ حرام عیش کی فکر میں لگا ہوا ہے کہ بلا سے اللہ ناراض ہو ہم تو مزہ لیں گے۔ حلال والوں کا کیا انجام ہے تو حرام والوں کا کیا حشر ہو گا۔

سارا عالم درد ہے اور دوا چاہتا ہے

آگے خواجہ صاحب ساری دنیا کا نقشہ بیان فرمارہے ہیں کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے۔

کسی کو رات دن سرگرمِ فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوں ناگوں میں ہر دم سرگراں پایا

آپ ذرا ہمیں کسی رئیس کو دکھا دیں کہ وہ بے فکر ہو، پوری کراچی کے رئیسوں کو چیلنج کرتا ہوں، جو رئیس یہاں بھی بیٹھے ہیں ان سے بھی پوچھ لو کہ تمہیں کوئی غم ہے یا نہیں؟ کوئی نہ کوئی غم ضرور ہو گا۔

عالم ہمہ درد است دوامی خواہد
فقیر غذامی طلبد شہ اشتہامی خواہد

سارا عالم درد ہے اور دوا چاہتا ہے، فقیر روٹی مانگتا ہے، بادشاہ بھوک مانگتا ہے، بادشاہ چورن کی تلاش میں ہے اور فقیر روٹی کی تلاش میں ہے، سب پریشان ہیں۔ بادشاہوں کے پیٹ کا حال پوچھو تو کہیں گے کہ صاحب! گیس بھری ہوئی ہے، رات کے مرغے ہضم نہیں ہوئے اب دوپہر کے مرغے کیسے کھاؤں؟ ان کو مرغوں کی تلاش کی فکر تو نہیں ہے مگر مرغوں کو ہضم کرنے کی فکر ضرور ہے اور فقیر کا معدہ بہت عمدہ ہے کہ جتنے مرغے داخل ہوں سب ہضم لیکن وہ مرغوں کی تلاش میں ہے، اسے مرغے نہیں مل رہے ہیں۔ بولیے! دنیا پریشان ہے یا نہیں؟ کوئی ایک شخص بتادو کہ اسے کوئی غم نہ ہو۔ میرے علم میں تو یہی ہے کہ آج تک جتنے رئیس ملے، انہوں نے مجھ سے یہی دعا کرائی کہ خدا کے لیے دعا کیجیے، فلاں پریشانی ہے، فلاں فکر ہے۔ لہٰذا خواجہ صاحب کا یہ نقشہ سو فیصد صحیح ہے۔

کسی کو رات دن سرگرمِ فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوں ناگوں میں ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اک مجذوب کو اس غم کدے میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

فرماں برداری میں لطف زندگانی اور نافرمانی میں تلخی حیات ہے

میں یہ کہتا ہوں کہ جو لمحات اللہ والوں کے ساتھ اور اللہ کی فرماں برداری میں گزر جاتے ہیں اور تلاوت و ذکر اللہ میں جو وقت لگتا ہے اس میں جو سکون ہے تجربہ کرلیں سالکین بھی، اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ لو اور دوسری طرف گناہ کی پریشانیاں اور دنیاوی فانی لذتوں کو رکھ لو تب معلوم ہوگا کہ سکون کس کا نام ہے؟ گناہ کے تینوں زمانے ماضی، حال اور مستقبل پریشانی اور بے چینی کے ہیں، زمانے کی تین قسمیں ہیں: ماضی، حال اور مستقبل۔ جب انسان گناہ کا ارادہ کرتا ہے ابھی کر نہیں رہا ہے لیکن ارادے ہی کے وقت سے اس کی پریشانی شروع ہوجاتی ہے اس لیے کہ دنیا میں کوئی کسی کی نافرمانی کرے تو اس کے ارادے کا پتا نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص کسی کی جیب کاٹنے کا پلان بنارہا ہے کہ فلاں کی جیب کاٹ لوں، تو اس بے چارے کو خبر نہیں کہ کوئی میری جیب کاٹنے کا ارادہ کررہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو گناہ کے ارادے کی بھی فوراً خبر ہوجاتی ہے، ایک ایک سیکنڈ کے حالات کا اللہ کو علم ہے اور ہر سانس سے وہ باخبر ہے۔ جیسے ہی دل میں کسی نافرمانی کا ارادہ کیا مثلاً جیب کاٹنے کا یا بدنگاہی کرنے کا تو جسم کا بادشاہ نافرمان ہوگیا کیوں کہ دل جسم کا بادشاہ ہے باقی سب اعضا اس کے غلام ہیں۔ پہلے بادشاہ ارادہ کرتا ہے پھر سب غلام اس کے حکم کے تابع ہوتے ہیں، پہلے بادشاہ کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، پبلک کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کے حکم کے بغیر خود سے حملہ کرے۔ اسی طرح پہلے دل گناہ کا ارادہ کرتا ہے پھر اعضا اس کے حکم کے مطابق نافرمانی کرنے لگتے ہیں، پھر اس کے بعد غلط جگہ آنکھیں اٹھتی ہیں، پھر غلط جگہ کان متوجہ ہوتے ہیں اس کی بات سننے کے لیے، اس کے بعد ہاتھ اٹھتے ہیں اس کو چھونے کے لیے اور پھر پاؤں اٹھتے ہیں اس کی طرف چلنے کے لیے۔ تو پہلے دل

کا ارادہ ہوا کہ گناہ کرو اس کے بعد اعضا نافرمانی میں ملوث ہوئے۔ تو گناہ کا ارادہ کرنا، گناہ کی اسکیم بنانا یہ گناہ کا ماضی ہے، گناہ کا پروگرام اس کا نام ہے اور جب اعضا گناہ میں ملوث ہوئے یہ گناہ کا حال ہے لیکن جیسے ہی جسم کے بادشاہ دل نے ارادہ کیا اللہ کی نافرمانی کا اللہ تعالیٰ فوراً اس دل پر اٹیک کر دیتے ہیں جیسے بعض ملک اتنے مستعد ہیں کہ کوئی ملک ان پر اگر حملہ کرنا چاہتا ہے تو فوراً اس کے ریڈار پر حملہ کر کے اس ہوائی جہاز اور اس کی ایٹمی تنصیبات کو ایک دم جلا کر خاک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جیسے ہی گناہ کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ دل کو فوراً پریشان کر دیتے ہیں، اسی وقت سے فوراً زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور دل میں بے چینی داخل ہو جاتی ہے اگرچہ گناہوں کی مسلسل عادت اور گناہوں پر اصرار سے اس کو اس بے چینی کا احساس نہ ہو لیکن ہر گناہ گار کا دل اندر سے ہر وقت بے چین اور بے سکون رہتا ہے، ہاں! وہ بندے جو اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں، جن کو اللہ کا پیار نصیب ہے، اللہ کی رحمت نصیب ہے، جن کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ خراب نہ ہو، برباد نہ ہو ان کو گناہ راس نہیں آنے دیتے اور اہلِ کفر جن کو ڈھیل دی ہوئی ہے یا وہ اہلِ فسق جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں ہیں تو ان کو گناہ راس آجاتا ہے، گناہ ہضم ہو جاتا ہے، یہ گناہ کا ہضم ہونا اور گناہ سے نفرت اور پریشانی پیدا نہ ہونا بڑی خطرناک علامت ہے۔ زہر اگر ہضم ہو جائے تو ہلاک کر دیتا ہے اور دل کا پریشان ہونا یہ علامت ہے کہ اس دل پر اللہ کی رحمت ہے، تو گناہ کا ارادہ کرنا یہ گناہ کا ماضی ہے اور اس کے بعد جب گناہ کا ارتکاب کیا یہ حال ہے، جب بشریت غالب ہو گئی، نفس دشمن غالب ہو گیا تو گناہ کے زمانۂ حال میں بھی انسان کو سکون نہیں ملتا۔ اللہ کی نافرمانی سے ماضی بھی برباد ہوا اور حال بھی تباہ ہوا کیوں کہ حالتِ گناہ میں بھی دل پریشان رہتا ہے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے اور اس کے بعد کا زمانہ گناہ کا مستقبل ہے، گناہ کے بعد گناہ گار ہر وقت پریشان رہتا ہے کہ کہیں میرا راز فاش نہ ہو جائے، جس کے ساتھ گناہ کیا ہے وہ کہیں کہہ نہ دے اور اس کے اعزا انتقام لینے نہ آجائیں اور قتل وخون تک نوبت نہ آجائے، چناں چہ ہر گناہ گار کی شکل وصورت دیکھ لیجیے کہ کیا حالت ہے جیسے چہرے پر جھاڑو پڑ گئی ہو۔ غرض گناہ گار کا ماضی بھی پریشان، حال بھی بے سکون اور بے چین اور مستقبل میں بھی بے چینی، خوف اور گھبراہٹ یہاں تک کہ دل ودماغ کمزور اور صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گناہ گار آیندہ مستقبل میں بھی ایسے ایسے حالات سے دوچار ہوتا ہے کہ جس کی تفصیل کے لیے داستان چاہیے، اگر

ہزاروں کتابیں لکھ دیں تو بھی کم ہے۔ نافرمانی کبھی انسان کی راحت و چین اور صحت کی ضامن نہیں ہو سکتی، نافرمانی کبھی سکون کی ضمانت نہیں لے سکتی، صحتِ جسمانی، صحتِ روحانی، دنیاوی حیات، آخرت کی حیات سب برباد ہیں۔ یہاں تک کہ کسی گناہ پر دو بندے راضی ہو جائیں تو دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک عذاب ہے کہ ایک دوسرے کی نظر میں بے وقعت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے عذاب میں ان کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ کبھی ایک دوسرے کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھے گا ہمیشہ اس نظر سے دیکھے گا کہ یہ آدمی نالائق تھا، بے شرم تھا، اس کو اللہ کا خوف نہیں تھا، وہ اس کو کہے گا یہ اس کو کہے گا۔ دو چور مل کر چوری کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو ہمیشہ چور سمجھتے ہیں یا نہیں؟ دونوں ایک دوسرے کو چور کہتے ہیں یا ایک چور دوسرے چور کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے سلوک طے کرتا ہے؟ اور کہتا ہے کہ ہم کو ولی اللہ بنا دو؟ لہٰذا سمجھ لو! دو چور چوری کرنے پر راضی ہیں مگر ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم دونوں ہی چوٹّے ہیں، کمینے ہیں، ذلیل و خوار ہیں اور جب دونوں کو ڈنڈے پڑتے ہیں تو ایک دوسرے کی نظر سے شرماتے ہیں کہ کاش! ہم ایک دوسرے کو نصیحت کرتے کہ چوری نہیں کرنی چاہیے ہم دونوں نے مل کر گناہ پر ایک دوسرے کی مدد کی، اس وقت ایک دوسرے کے سامنے نگاہیں جھکی ہوتی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہوتے ہیں۔ یہ ایک مضمون ہوا کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ اور نافرمانی کو مفید مت سمجھو۔

نافرمانی پر خوش ہونا اللہ تعالیٰ کے دائرۂ دوستی سے خارج کرتا ہے

کسی نافرمانی پر راضی بھی نہ ہونا چاہیے اور سن کر بھی خوش نہیں ہونا چاہیے، اللہ کی نافرمانی کا تذکرہ بھی نہ سنو۔ کوئی آدمی اپنے کسی دوست کی بُرائی یا مخالفت پر خوشی ظاہر کرے یا مزہ لے اور اس دوست کو پتا چل جائے تو وہ دوست خوش ہو گا یا دوستی سے خارج کر دے گا؟ اللہ کی نافرمانی دیکھ کر بھی خوش نہیں ہونا چاہیے۔ میرے مرشد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ اللہ والے تھے کہیں جا رہے تھے، کوئی گناہ کر رہا تھا اچانک اس پر نظر پڑ گئی، اتنا صدمہ ہوا کہ راستے سے لوٹ آئے، صدمے سے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کیا تو اس میں خون آ گیا۔ میں کہتا ہوں کتنا بڑا ایمان تھا

ان کا، کیا یقین تھا، اللہ اکبر! اللہ والوں کو ایسا خوف، ایسا یقین ہوتا ہے۔

سرمایۂ ایمان کی حفاظت کیجیے

بس ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو، اگر گناہ مفت میں بھی ملے تو اس کو ٹھکرا دو۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحب نے سرمہ پیش کیا تو حضرت نے پوچھا کہ اس کے اجزا کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ حضرت اجزا کو کیا کیجیے گا؟ میں آپ سے کوئی پیسے تھوڑی مانگ رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا بھئی! میرا اُصول یہ ہے کہ جو دوا میں کرتا ہوں پہلے میں اپنے معالج اور حکیم کو دکھالیتا ہوں، وہ میرے مزاج کو سمجھتے ہیں اگر وہ مفید کہہ دیتے ہیں تب میں استعمال کرتا ہوں، لہٰذا میرا حکیم جب یہ کہہ دے گا کہ یہ تمہاری آنکھ کے لیے مفید ہے تو میں استعمال کروں گا۔ اس نے کہا حضور! میں آپ سے پیسہ تھوڑی مانگتا ہوں، میں تو آپ کو مفت ہدیہ دے رہا ہوں۔ فرمایا کہ تمہارا سرمہ تو مفت کا ہے میری آنکھ مفت کی نہیں ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی گناہ مفت میں دے تو اس سے کہہ دو کہ تمہارا گناہ تو مفت کا ہے مگر میرا ایمان مفت کا نہیں ہے، اللہ کی ناراضگی اور غضب سے تم ہم کو نہیں بچاسکتے ہو۔ جس وقت عذاب آتا ہے تو سب گناہ کرنے والوں کو کہیں پناہ نہیں ملتی، ایک دوسرے کی کوئی مدد نہیں کرسکتے۔

گناہ پر پکڑ ہو جائے تو کوئی مدد نہیں کر سکتا

اپنے پڑھنے کے زمانے میں میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ کسی گناہ میں مبتلا تھے اور کچھ لوگ اس کے گناہ میں مددگار تھے، اچانک ان کو ہیضہ ہوگیا تو جب وہ مرنے لگے تو وہی گناہ کے مددگار اور رضامند لوگ بھی پہنچ گئے اور وہ عالمِ حیرت میں تھے کہ کوئی اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتا۔ کسی کو بلڈ کینسر ہوجائے، گردے میں پتھری پڑجائے، بتاؤ! کوئی ساتھ دے گا؟ اس لیے دوستو! ہر وقت اللہ پر نظر رکھو، ہر وقت خدا سے گھڑی گھڑی کی خیر مانگو ہر سانس کی خیر مانگو، ابھی آپ خیریت سے ہیں لیکن پتا نہیں کیا ہونا ہے؟ اللہ سے عافیت مانگتے رہو۔ ابھی ٹنڈو جام میں فیکٹری مل میں ایک امام صاحب اچھے خاصے تندرست اور قد بھی ساڑھے چھ فٹ تھا۔ حیدر آباد میں بس سے اترے، دوسری طرف سے تیزی سے رکشہ

آرہا تھا اس نے زور سے ٹکر ماردی۔ ایک ٹانگ کی ہڈی ان کی کھسک گئی زخم آگیا، ہسپتال میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ایک ٹانگ کاٹ دی گئی لیکن پھر بھی کچھ جراثیم رہ گئے، اسی میں چھ مہینے کے بعد وہ ختم ہوگئے۔ حیدر آباد میں جب وہ بس سے اتر رہے تھے کیا ان کو خبر تھی کہ ابھی ایک سیکنڈ کے بعد میرے لیے موت کا پیغام آرہا ہے؟ کس وقت میں کیا ہوجائے ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔ مبارک ہے وہ دل جو ہر وقت اللہ سے ڈرتا رہے، مبارک ہے وہ سانس جو اللہ کی رضا میں رہے، بہت منحوس ہے وہ گھڑی جس وقت کوئی اللہ کی نافرمانی کی اسکیم اور نظام بناتا ہے، بہت منحوس ہے وہ دل جو اللہ کی نافرمانی سے حرام لذت امپورٹ کرتا ہے، بہت منحوس وہ قدم ہیں جو گناہ کی طرف چلتے ہیں، بہت منحوس ہیں وہ ہاتھ جو گناہ کرتے ہیں، بہت منحوس ہیں وہ آنکھیں جو بدنظری کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

بیویوں سے حسنِ سلوک اور اُس کی برکات

تین مضمون مجھے اس وقت سنانے تھے جن میں سے ایک مضمون بیان ہوگیا۔ دوسرا مضمون یہ ہے جو پہلے بھی عرض کیا تھا اور عرض کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے بارے میں ایک سفارشی آیت نازل فرمائی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[۵]

یہ ہماری بندیاں ہیں، ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک تھانے دار کی بیوی ہر وقت اس کے سامنے کٹ کٹ کٹ کرتی تھی، ہر وقت لڑتی تھی تو اس نے حضرت کو لکھا کہ حضرت! میں بہت تنگ آگیا ہوں، میرا گھر دوزخ بن گیا ہے، میری عورت بڑی بدزبان اور بہت بدتمیز ہے۔ حضرت نے لکھا کہ تم اس کو یہ سمجھ لو یہ شیطان کی مینا ہے، اس کی بولی ہی یہ ہے لہٰذا چڑیا گھر دیکھنے کے بجائے تمہارے گھر میں چڑیا خانہ بن گیا ہے، بلا ٹکٹ سن لیا کرو، یہ سمجھ لیا کرو کہ شیطان کی مینا اپنا ٹی ٹی کر رہی ہے اور تمہارا ٹکٹ بھی نہیں لگ رہا ہے، آرام سے مزے لے لو۔ تو اس نے حضرت کو لکھا کہ حضرت! اس تصور

۵ النساء:۱۹

سے اب میری سب پریشانی دور ہوگئی، جب وہ ٹر ٹر ٹر ٹر کرتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیطان کی مینا بول رہی ہے، میرا گھر عجائب خانہ اور چڑیا گھر ہے اور ٹکٹ بھی نہیں لگ رہا ہے۔

اب بتایئے! یہ کیسا نسخہ ہے؟ بزرگوں کی باتوں میں کیا خوب مزہ آتا ہے، اللہ والوں کے قلم سے جو بات لکھی جاتی ہے اللہ اس میں اثر ڈال دیتا ہے۔

بیویوں کا ایک حق

خواتین کو روٹھ جانے کا بھی حق حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَۃً وَّاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبیٰ

اے عائشہ! جب تم روٹھ جاتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ عرض کیا وَمِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذَالِکَ؟ میرے ماں باپ آپ پر فدا! آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو روٹھ جاتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاہِیْمَ قسم ہے ابراہیم کے رب کی، تب میں جان لیتا ہوں کہ آج کل تو مجھ سے روٹھی ہوئی ہے اور جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ قسم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی۔[۶]

دیکھا آپ نے! شوہر کی خواتین پر ایک دم چیف مارشل لاء یا ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت نہیں ہوتی کہ فوجی پریڈ کرنے والے نے اگر بائیں قدم کے بجائے داہنا اٹھا لیا تو اس کو ایک ٹھوکر ماری، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کا یہ حق بھی رکھا کہ وہ روٹھ بھی سکتی ہیں۔

گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہونا سنت ہے

اور ایک حق یہ بھی ہے کہ جب آپ گھر داخل ہوں تو بایزید بسطامی بن کر داخل نہ ہوں آنکھ بند کیے ہوئے منہ پھلائے ہوئے تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ہنستے ہی نہیں اور عرش سے بڑی مشکل سے نیچے آرہے ہیں، مولانا صاحب درویشی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ مسکراتے ہوئے داخل ہونا سنت ہے۔

---

۶ صحیح البخاری:۲/۷۸۷، باب غیرۃ النساء ووجدھن، المکتبۃ القدیمیۃ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد جب میرے گھر تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے آتے۔ ہر وقت کا حق الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو تو وہاں چاہے آنکھ بند کیے رہو، جیسے چاہو عبادت کرو۔ لیکن مخلوق کے ساتھ اس کے حقوق ادا کرو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری نصیحت فرماتے ہیں کہ

اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلْعِ اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ بِھَا وَفِیْھَا عِوَجٌ[7]

عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اگر یہ کبھی کچھ ٹیڑھی بات کرے تو اس کو برداشت کرلو کیوں کہ ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر ہدایت کی گئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، ان کی ناگوار باتوں کو برداشت کرلو۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ فِیْہِ اِیْمَاءٌ اِلَی الْاِحْسَانِ بِالنِّسَاءِ وَالرِّفْقِ بِھِنَّ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، ان کی ناگوار باتوں کو برداشت کرلو، کیوں کہ جب وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہیں تو ان کے اخلاق میں بھی ٹیڑھاپن ہوگا اور اگر تم پسلیاں سیدھی کروگے تو ٹوٹ جائیں گی، اِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اگر ان سے فائدہ اٹھالوگے تو اٹھالوگے مگر ان میں ٹیڑھاپن رہے گا اور تمہارا کام چلتا رہے گا۔ عورتوں پر احسان کرنا اور ان پر نرمی کرنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف کی اس حدیث میں فرمارہے ہیں۔

آگے علامہ قسطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں وَالصَّبْرِ عَلٰی عِوَجِ اَخْلَاقِھِنَّ اور ان کے اخلاق ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کی ہدایت بھی ہورہی ہے۔ کیوں؟ لِاِحْتِمَالِ ضُعْفِ عُقُوْلِھِنَّ[8] بوجہ اس کے کہ ان کی عقل میں ضعف ہے۔

---

[7] صحیح البخاری: ۷۷۹/۲ (۵۲۰۰)، باب المداراۃ مع النساء، المکتبۃ القدیمیۃ

[8] ارشاد الساری للقسطلانی: ۷۸/۸، باب الوصایا بالنساء، المطبعۃ الکبرٰی، مصر

بیوی کی خطا کو معاف کرنے کا انعام

حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک صاحب کا انتقال ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندے نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگے میں بڑی محنت کی کمائی سے برسوں بعد ایک دن ایک مرغی خرید کر لایا تھا لیکن میری بیوی نے کھانے میں غلطی سے نمک تیز کر دیا مجھے بہت غصہ آیا تھا لیکن میں نے اسے کچھ نہیں کہا اور اسے معاف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے میری بندی کے نمک تیز کرنے کی خطا کو معاف کیا تھا اس کے عوض میں آج میں تم کو معاف کر دیتا ہوں۔ بیوی کے ساتھ نرمی کرنے کے عمل سے آخرت کا معاملہ بن گیا۔

بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق

یہ سب باتیں تو آپ نے سنیں مگر کچھ عورتوں کے ذمے بھی تو حقوق ہیں، یک طرفہ معاملہ نہیں ہے، آج وہ میں عورتوں کو سنا رہا ہوں کہ عورتوں کی ذمہ داری کیا ہے؟ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بتایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کو راضی و خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کو ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

شوہر کی عظمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا[۹]

اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں ''اگر'' بھی ساتھ ہے یعنی اگر سجدہ جائز ہوتا تو

۹ جامع الترمذی: ۲۱۹/۱، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، ایچ ایم سعید

حضور فرماتے ہیں کہ میں عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے مگر اسلام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ اس لیے سجدہ کا حکم نہیں دیا۔ یہ نہیں کہ ناسمجھی سے کہیں شوہر کو سجدہ شروع کردو۔ سجدہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے خاص ہے۔

شوہر کی فرماں برداری کی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَھَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ [۱۰]

جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابع داری اور فرماں برداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے اس کا جی چاہے بے کھٹکے چلی جائے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی تابع داری کی بھی قید لگادی کہ خالی روزہ نماز ہی سے جنت نہیں ملے گی، شوہر کی فرماں برداری کرنا بھی ضروری ہے، نماز روزہ کے ساتھ شوہر کی فرماں برداری بھی کرے گی تو جنت میں داخلہ ملے گا اور کوتاہی ہوجائے تو معافی مانگ لے۔ فرماں برداری کرنا اور کبھی قصور ہوجائے تو معافی مانگ لینا، دونوں طرف سے جنت کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ پتھر اٹھا کر اِس پہاڑ سے اُس پہاڑ پر لے جائے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ پر لے جائے تو اس کو یہی کرنا چاہیے بشرطیکہ اس کو طاقت بھی ہو۔ بھئی! یہ نہیں کہ وہ پتھر اٹھاتے اٹھاتے مر جائے، اس کی صحت و قوت کے اعتبار سے بوجھ رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[۱۰] صحیح ابن حبان: ۹/۴۷۱(۴۱۶۳) باب ذکر ایجاب الجنۃ اذا اطاعت زوجھا، مؤسسۃ الرسالۃ

اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ[11]

اگر کوئی مرد بیوی کو اپنے کام کے لیے بلائے تو ضرور اس کے پاس آئے اگر چولہے پر بیٹھی ہو تو تب بھی چلی آئے۔ مطلب یہ کہ خواہ کتنے ہی ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر اس کی اطاعت کرے۔ تو شوہر کا ایک حق عورتوں پر یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں وہ اپنے شوہر کے پاس رہیں بغیر اس کی اجازت کے ان کو نفل روزے رکھنا جائز نہیں، اجازت لے لے پوچھ لے کہ آج میں نفل روزہ رکھنا چاہتی ہوں، وہ اجازت دے تو رکھ لے اور بغیر اس کی اجازت کے نفل نماز بھی نہ پڑھے۔ بہشتی زیور میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اور ایک حق اس کا یہ بھی ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے بھتنی کی طرح سے نہ رہے اور میلی کچیلی بھی نہ رہے بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنے کو سنوار کر رکھے یہاں تک کہ شوہر کے کہنے پر بھی کوئی عورت اگر اپنے کو سنوار کر نہ رکھے تو مرد کو پٹائی کا بھی اختیار ہے۔ اور ایک حق یہ بھی ہے کہ بغیر شوہر کی اجازت کے باہر کہیں نہ جائے نہ عزیز کے ہاں، نہ رشتے دار کے ہاں، نہ کسی کے گھر۔ یہ شوہر کا حق ہے کہ جب کہیں جائے تو اس سے اجازت لے لے۔

شوہر کی ناراضگی کا وبال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانًا عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ[12]

اگر کسی مرد نے اپنے پاس اپنی بیوی کو بلایا اور وہ نہ آئی اور وہ اس طرح غصے میں لیٹ رہا تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[11] جامع الترمذی: ۲۱۹/۱، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، ایچ ایم سعید

[12] صحیح البخاری: ۴۵۹/۱ (۳۲۴۸)، باب اذا قال احدکم: اٰمین، والملائکة فی السماء اٰمین فوافقت احداھما الاخرٰی غفر له ما تقدم من ذنبه، المکتبة المظھریة

لَا تُؤْذِيْ امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُّوْشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا[۱۳]

دنیامیں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور جنت میں اس کی بیوی بنے گی کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے یعنی تو برباد ہو جا، تُو اس کو کیوں ستاتی ہے؟ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، کچھ دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ: اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعَ يَدَهٗ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ[۱۴]

تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ اور کوئی نیکی قبول ہوتی ہے: ایک وہ لونڈی یا غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے اور دوسری وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناخوش ہو یعنی اگر شوہر ناراض ہو تو سمجھ لو اس عورت کی نماز و روزہ کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔ کس قدر حق بیان کیا شریعت نے مگر افسوس ہے کہ آج عورتیں ان چیزوں کا خیال نہیں رکھتیں خصوصاً اس ماڈرن زمانے میں انگریزی ماحول میں اللہ پناہ میں رکھے کہ ہر وقت مردوں کے ساتھ ٹرٹرٹرٹر چک چک چِک چِک ہوتی رہتی ہے۔ میں نقشہ کھینچ رہا ہوں، نقشہ کھینچنے سے زیادہ اثر ہوتا ہے کہ نہیں؟ مجھے نقشہ کھینچنے سے کبھی شرم نہیں آتی، بس چاہتا ہوں کہ آپ کو فائدہ پہنچ جائے چاہے مجھے کوئی کچھ کہتا رہے۔ ایک وہ لونڈی یا غلام جو مالک سے بھاگ جائے اور دوسری وہ عورت جس کا شوہر ناراض ہو تیسرا وہ جو نشے میں مست ہو ایسے آدمیوں کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی، کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ آج عورتوں کا کیا حال ہے؟ شوہروں سے لڑ کر اور ان کو ناراض کر کے سو گئیں اور شوہر بے چارہ الگ منہ کر کے لیٹا ہوا ہے اور صبح نماز بھی پڑھ رہی ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں کہ ان پر رات بھر لعنت برس رہی ہے اور ان کی کوئی نیکی

---

۱۳ جامع الترمذی:۲۲۲/۱،باب من ابوب الرضاع،ایچ ایم سعید

۱۴ شعب الایمان للبیہقی:۱۱/۱۶۹(۸۳۵۳)،مکتبۃ الرشد

قبول نہیں۔ علم بھی ہے تو کچھ مستحضر نہیں رہتا۔ کون پڑھتا ہے؟ بہشتی زیور میں سب لکھا ہوا ہے۔ اور بعض عورتیں جو تسبیح پڑھنے والی ہیں وہ تو اور ظلم کرتی ہیں، اگر شوہر ناراض ہو کر وظیفہ پڑھنے لگے تو سمجھتی ہیں کہ میرے خلاف پڑھ رہا ہے، کہتی ہیں اگر تو وظیفہ پڑھتا ہے تو میں بھی وظیفہ پڑھتی ہوں، دیکھتی ہوں، کہ کس کے وظیفے میں زیادہ اثر ہے ۔

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

تو کیا وظیفہ پڑھتا ہے میرے وظیفے میں بھی اثر ہے، تو اُدھر منہ کرکے پڑھ رہا ہے تو میں اِدھر منہ کرکے پڑھتی ہوں، دیکھتی ہوں کہ کس کا وظیفہ جلا کر خاک کرتا ہے۔ ڈٹ کے مقابلہ کرتی ہیں۔ ایسی حماقت سے اللہ پناہ میں رکھے ، بہت بڑی جہالت اور نادانی کی بات ہے۔ اللہ کے غضب سے، اللہ کی لعنت سے ڈرو۔ ایسے وقت میں فوراً اپنے میاں کا پاؤں پکڑو اور رو کر کے معافی مانگو۔ اسی میں عزت ہے اللہ کے ہاں بھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی بھی اسی میں ہے۔ کبھی عورتوں کو اس معاملے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، جب شوہر ناراض ہو تو سمجھ لیں کہ اب ہم پر اللہ کی لعنت شروع ہو گئی، جب تک عورت شوہر کو راضی نہ کرے گی برابر خدا کی لعنت برستی رہے گی اور کوئی نیکی اس کی قبول نہیں ہو گی۔

شوہر کو ستانے پر عذابِ قبر کا ایک واقعہ

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی جو دیوبند کے صدر مفتی ہیں، مفتی اعظم ہندوستان ہیں۔ انہوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ ہندوستان میں میں ایک قصبے میں حاضر تھا، وہاں ایک عورت کا جنازہ دفن ہوا جو رات دن اپنے شوہر کو گالیاں دیتی تھی۔ تو جیسے ہی دفن ہوا تو وہاں ایک سانپ نکلا اور سانپ نے کفن کو پھاڑ دیا، اتنے میں لوگوں نے جلدی سے میت کو قبر سے اٹھالیا اور لے جاکر دوسری جگہ دفن کرنا چاہا تو قبرستان میں جہاں بھی زمین کھودتے تھے وہ سانپ وہاں موجود۔ آخر میں شوہر کو بلایا گیا اور پوچھا گیا کہ بھئی کیا بات ہے؟ معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ رات دن مجھے گالیاں دیتی تھی، تو اس شوہر سے کہا گیا کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب اسے معاف کر دو۔ تو جب اس نے معاف کیا تو سانپ بھاگ گیا۔ دیکھ لو ایسے تو کتنے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ دنیا میں جس عورت کا شوہر خوش نہیں ہوتا اس عورت کی

زندگی نہایت پریشان، غمگین، بدحواس رہتی ہے۔ غم میں منہ چھلائے نہ کھانا کھاتی ہے، نہ پانی پیتی ہے۔ اس کی دوزخ تو دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے، اور جس گھر میں شوہر اور بیوی کے تعلقات اچھے ہوتے ہیں وہ گھر دنیا ہی میں جنت ہے۔

فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً میں نیک بیوی بھی داخل ہے

علامہ سید محمود بغدادی نے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً کی تفسیر میں لکھا ہے دنیا کا حسنہ کیا ہے؟ حسنہ کی دس تفسیریں فرمائی ہیں جن میں سے ایک ہے نیک بیوی۔ نیک بیوی اگر گھر میں ہو تو وہ دنیا ہی میں جنت ہے اور حسنہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح حسنہ میں لائق اولاد بھی ہے۔ اس کے لیے بھی دعا کیا کرو کہ اللہ ہم لوگوں کی اولاد کو لائق بنائے۔ اگر بیٹا لائق ہوتا ہے تو باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور گھر جنت جیسا ہو جاتا ہے اور اگر نالائق ہو تو ہر وقت غم گھٹن اور پریشانی رہتی ہے، رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً کی دعا میں نیک اولاد بھی شامل ہے اور حسنہ میں اللہ والوں کی صحبت بھی ہے۔ جس کو اللہ والوں کی صحبت نصیب نہیں ہے وہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً سے محروم ہے۔

علامہ آلوسی نے حسنہ کی دس تفسیر کی ہے جس میں صالح اولاد، رزقِ حلال، نیک بیوی، اچھے دوست وغیرہ بہت سی چیزیں لکھی ہیں۔[۱۵]

سب سے اچھی عورت

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سب سے اچھی عورت کون ہے؟ سب سے شریف عورت، لائق عورت، قابلِ تعریف عورت کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

اَلَّتِیۡ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیۡعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیۡ نَفۡسِھَا وَلَا مَالِھَا بِمَا یَکۡرَہُ[۱۶]

[۱۵] روح المعانی:۲/۹۱،البقرۃ(۲۰۱)،دار احیاء التراث،بیروت

[۱۶] سنن النسائی:۲/۷۱،باب ای النساء خیر،المکتبۃ القدیمیۃ

وہ عورت کہ جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ عورت اپنے اخلاق سے اس کو خوش کر دے اور جب کچھ کہے تو فوراً اس کا کہامان جائے، اور اپنی جان اور مال میں شوہر کے خلاف کوئی کام نہ کرے یعنی ایسا کام جس سے شوہر کو ناگواری ہو۔ اس لیے میں نے عرض کیا کہ میں ہمیشہ بیویوں کے حقوق شوہروں کو تو سناتا رہتا ہوں لیکن شوہر لوگ سوچیں گے کہ یک طرفہ ون وے ٹریفک ہے۔ لہٰذا عورتوں کی بھی تو کچھ ذمہ داریاں سنانا چاہیے، بہت دن کے بعد آج عورتوں کے لیے سنا رہا ہوں ورنہ ہمیشہ شوہروں ہی کو سناتا رہتا ہوں، میرے سامنے چوں کہ مرد ہوتے ہیں اس لیے دوسری طرف خیال ہی نہیں جاتا۔ آج دل میں تقاضا ہوا کہ کبھی کبھی عورتوں کو بھی سنانا چاہیے کہ ان کے ذمے شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ کیوں کہ بعض خاندانوں میں شوہر مظلوم ہیں عورتیں ظلم کر رہی ہیں، ایسا بھی ہو رہا ہے عورتوں نے ستا رکھا ہے، شوہروں کی زندگی تنگ ہے ان سے۔

ایک لطیفہ

ایک دفعہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے سنایا کہ ایک گھر میں بیوی میاں سے ہر وقت لڑتی تھی، بے چارا تنگ آچکا تھا۔ ایک دن وہ پکوڑے پکا رہی تھی میاں باہر سے آیا، بے چارے کو بھوک لگ رہی تھی، وہ پکوڑے کھانے لگا، بیوی اس پر خوب چیخی چلّائی، خوب بُرا بھلا کہا یہاں تک کہ بے چارہ تنگ آگیا اور اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یا اللہ! یا تو میں مر جاؤں اور یا... جیسے ہی اس نے یا کہا تو بیوی نے چمٹا دکھایا جس سے پکوڑے پکا رہی تھی اور کہا کہ یا کیا؟ تو مارے ڈر کے کہتا ہے کہ یا بھی میں ہی مر جاؤں۔ بے چارہ کہنے جا رہا تھا کہ یا میں مر جاؤں یا یہ میری بیوی مر جائے مگر چمٹے کے ڈر سے کہا کہ یا بھی میں ہی مر جاؤں۔ دیکھا آپ نے جب عورت ظالم ہوتی ہے تو یہ معاملہ کرتی ہے۔ تیسرا مضمون چند احادیثِ پاک کا ہے انہیں سناتا ہوں، اور اس کے بعد بیان ختم ہو جائے گا۔

ریاکاری کی مذمت

آہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب سنوائیں گے اور کوئی شخص مخلوق کو

دکھلانے کے لیے کوئی کام کرے کہ لوگ دیکھیں اور خوش ہوں اور میرا نام ہو تو ایسے شخص کے عیب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز دکھلائیں گے۔ اسی کا نام ریا ہے۔ اس لیے جو کام کرو اللہ کے لیے کرو، یہ سمجھ لو کہ ساری مخلوق خوش ہو کر واہ واہ کرے تو آپ کو ایک ذرّہ نہ آرام دے سکتی ہے نہ تکلیف پہنچا سکتی ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں نہ عزت ہے نہ ذلت ہے، نہ موت نہ حیات، نہ تندرستی نہ بیماری۔ پھر ایسی عاجز مخلوق میں کیا واہ واہ تلاش کر رہے ہو۔ ارے! آہ آہ کر کے اللہ کو حاصل کرو۔ کہاں کی واہ واہ میں پڑے ہو، جو واہ واہ میں پڑا وہ واہی ہو گیا اور واہی کے بعد تباہی ہو گیا۔ ایسے کو لوگ کہیں گے کہ کیا واہی تباہی بک رہے ہو! مخلوق کی واہ واہ میں مت پڑو، اللہ پر نظر رکھو۔

کتاب و سنت پر عمل کی تاکید

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جاتا ہوں۔ اگر ان کو پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ دوسری سنتِ رسول اللہ۔[۱۷]

نیک کام کا صدقۂ جاریہ اور بُرے کام کا گناہ جاریہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نیک راستہ نکالے اور اس پر لوگ چلیں اس شخص کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ اس پر چلیں گے اس کا بھی ثواب اس نیک راستہ نکالنے والے کو ملے گا اور اگر کوئی ایسا بُرا کام کرے کہ دوسرے بھی اس بُرے کام کی نقل کریں تو جہاں جہاں بھی وہ گناہ کا کام ہو گا تو وہ شخص جس نے سب سے پہلے اس بُرائی کی بنیاد ڈالی وہ سارا گناہ اس کو بھی لوٹ کر آئے گا۔[۱۸] اس لیے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اے اللہ! ہم سے کوئی ایسی خطا نہ ہو جس کی نحوست سے آپ کے دوسرے بندے بھی خطا کرنے کے عادی بنیں اور ایسی کوئی خطا ہم سے ہو گئی ہو تو آپ ہمیں معاف بھی کر دیں اور اس کے نقصاناتِ لازمہ اور متعدیہ کی بھی اپنے شایانِ شان تلافی فرما دیجیے کہ ہمارا وہ گناہ معاف بھی ہو جائے اور آگے بھی نہ پھیلے۔ جو اس طرح دعا کرے گا تو ان شاء اللہ امید ہے کہ اللہ کے

۱۷؎ کنز العمال: ۱/۱۷۳(۸۷۶)، باب فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

۱۸؎ صحیح مسلم: ۱/۳۲۷، باب الحث علی الصدقۃ، ایچ ایم سعید

غضب سے بچ جائے گا۔ اللہ کی شان بڑی ہے، وہ آگے اس بُرائی کو بڑھنے نہیں دیں گے۔

قرض دار کو مہلت دینے کا ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تک قرض کے ادا کرنے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر مہلت دے دو تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کہ ہر روز اتنا روپیہ خیرات کر دیا اور جب وعدہ کا وقت آگیا مثلاً اس نے کہا تھا کہ میں تین مہینے میں ادا کر دوں گا اور تین مہینے میں وہ نہیں دے سکا تو آپ نے مزید مہلت دے دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسے آپ نے اس سے دوگنا روپیہ خیرات کر دیا۔

بد دعا سے احتراز کی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نہ تو اپنے لیے بد دعا کیا کرو نہ دوسروں کے لیے، ہو سکتا ہے قبولیت کی گھڑی ہو اور قبول ہو جائے، جیسے بعض لوگ پریشانی سے عاجز ہو کر کہہ دیتے ہیں یا اللہ! اس زندگی سے تو بہتر ہے کہ موت ہی دے دے۔ ارے! ابھی آخرت کی کون سی تیاری کی ہے، ابھی تو زندگی مانگو، روزہ نماز کرو کچھ توبہ استغفار کرو۔ اس لیے کبھی بد دعا نہ کرو مبادا کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔ جیسے ایک بڑھیا نے کہا تھا یا اللہ! میرے اس جوان بیٹے کو اچھا کر دے اور اگر اس کا وقت ہی آگیا ہو تو اس کے بدلے میں مجھ کو اٹھا لے کیوں کہ میں کافی جی چکی ہوں، زندگی تو میں نے بہت دیکھ لی گرمی سردی بہار وغیرہ، اب میرا زندگی سے جی بھی اُکتا گیا ہے، اب مجھے کیا دیکھنا ہے اس کو زندگی دے دے۔ تو اتنے میں ایک گائے جس نے ایک مٹکے میں منہ ڈالا تھا اور مٹکا اس کی گردن میں پھنس گیا تھا، اب گائے کو کچھ نظر نہ آئے تو وہ بدحواس پریشان بھاگی بھاگی پھر رہی تھی کہ کیا مصیبت آگئی ہے، اسی بدحواسی میں وہ اس بڑھیا کے گھر گھس گئی تو جب اس بڑھیا نے دیکھا کہ نیچے تو ٹانگیں ہیں اور اوپر مٹکا تو سمجھی کہ یہی عزرائیل علیہ السلام ہیں، کیوں کہ اس ڈیزائن کا کبھی اس نے نہ کوئی جانور دیکھا تھا نہ آدمی، تو فوراً کہنے لگی ارے! میری روح نہ نکالنا وہ میرا بیٹا لیٹا ہوا ہے اس کی جان لے لو۔ جان ایسی پیاری ہے کہ ابھی تو دعا کر رہی تھی یا اللہ! آپ میری جان لے لیجیے اور میرے بیٹے کو اچھا

کر دیجیے لیکن جب گائے بصورتِ عزرائیل نظر آئی تو کہنے لگی اے عزرائیل علیہ السلام! آپ میری جان نہ لیجیے، وہ میرا بیٹا لیٹا ہوا ہے، اسی کی جان لے لو۔

اُمت کا سب سے بڑا مفلس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے؟ تو عرض کیا گیا کہ ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس پیسہ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: میری اُمت میں سب سے زیادہ مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں، روزے اور صدقات لے کر آئے اور اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کبھی کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کبھی کسی کا مال اُڑایا ہوگا اور کسی کو ناحق قتل کیا ہوگا، تو ان سب کو اس شخص کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں ختم ہونے پر بھی ابھی اس پر کچھ حق باقی ہوگا تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔[۱۹] لہٰذا اپنی کمائی کی بھی فکر رکھو کہ کسی کی غیبت کر کے، کسی پر ظلم کر کے کہیں گنوائی تو نہیں ہے۔

والدین کی خوشی کا انعام اور ناراضگی کا انجام

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔[۲۰]

رشتہ داروں سے بدسلوکی پر اعمال قبول نہ ہوں گے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر جمعرات کو ہر آدمی کے اعمال اور عبادات بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں، جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔[۲۱]

---

۱۹ جامع الترمذی: ۶۷، باب ما جاءَ فی شان الحساب والقصاص، ایچ ایم سعید

۲۰ جامع الترمذی: ۱۲/۲، باب البر والصلة، ایچ ایم سعید

۲۱ کنز العمال: ۲۶۴/۳ (۷۴۵۳)، باب فی الاخلاق والافعال المذمومة، مؤسسة الرسالة

پڑوسی سے بدسلوکی کا وبال

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی۔ سن لیجیے بھئی! بہت اہم حدیث ہے یہ۔ جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔[۲۲] مطلب یہ ہے کہ پڑوسیوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا مت کرو، برداشت کرو، معاف کردو کہ پڑوسی ہے، پڑوسی کا بڑا حق ہوتا ہے۔

خوش اخلاقی کی فضیلت اور بداخلاقی کی مضرت

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوش اخلاقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جیسے پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے یعنی اگر اچھے اخلاق ہیں تو اچھے اخلاق کی برکت سے گناہ ایسے پگھل جاتے ہیں جیسے نمک پر پانی ڈالو تو نمک پگھل جاتا ہے۔ ایسے ہی جس کے اچھے اخلاق ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے اس کے گناہ بھی اسی طرح پگھل جاتے ہیں، اور بداخلاقی کرنا مثلاً ہر ایک سے لڑنا منہ پھلا لینا تھوڑی تھوڑی بات پر غصہ کرنا، ابے تبے سے بات کرنا، جھڑک دینا، یہ بداخلاقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے یعنی شہد میں اگر سرکہ ڈال دو تو ساری مٹھاس ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سب احادیث خوش اخلاقی ہی پر ہیں۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے میری امت کے لوگو! تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں،[۲۳] بعض لوگ تسبیح اور اشراق وچاشت خوب کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو لگے ہوئے ہیں مگر بندوں کے ساتھ ان کے اندر وہ حوصلہ اور وہ بلندیٔ اخلاق نظر نہیں

۲۲؎ کنزالعمال:۹/۵۷،(۲۴۹۲۷)،باب فی حق الجار،مؤسسة الرسالة

۲۳؎ جامع الترمذی:۱/۲۱۹،باب جاءَ فی حق المرأة علی زوجها،ایچ ایم سعید

آتے، یہ چیز احباب میں محسوس نہیں ہوتی تو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے، اللہ والوں سے دعا کرانی چاہیے، اپنی فکر کرنی چاہیے اور ہمت کرے تو کوئی مشکل کام نہیں ہے، خدا سے کیا نہیں ملتا جو مانگے ان شاء اللہ ملتا ہے۔ جو کمی ہو بزرگوں سے مشورہ لے اور ہمت سے عمل کرے، کچھ دن تکلف سے عمل کرتے کرتے پھر ویسے ہی عادت بن جاتی ہے۔ آپ بتلائیے! جو پہلے دن بیڑی پی لے یا اگر کوئی تمباکو کھالے جس نے کبھی تمباکو نہیں کھایا ہو تو دیکھو! اس کا کیا حشر ہوتا ہے، چکر آئے گا یا نہیں آئے گا؟ متلی ہوگی یا نہیں؟ لیکن اگر تھوڑا تھوڑا کر کے عادت ڈال لی اور ایک مہینہ تک کھالے تو اس کے بعد تمباکو نہ ملنے سے پریشانی ہوگی۔ ایسے ہی دوستو! جب بُری عادت کا یہ حال ہے تو اچھی بات بار بار کرنے سے اچھی بات کی عادت کیوں نہ پڑے گی۔ میں کوئی فتویٰ نہیں دے رہا ہوں کہ پان کھانا جائز نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پان تمباکو کا نہ کھانا تو ضرور افضل ہے مگر جن کو عادتیں پڑی ہوئی ہیں کہ بغیر پان کھائے وہ شدید قبض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کا پاخانہ ہی نہیں اترتا تو ان کو کیسے پان چھڑوا دوں؟ ایک صاحب سے میں نے کہا کہ بیڑی سگریٹ نہ پیا کیجیے۔ کہنے لگے کہ بہت سے علماء پان تمباکو کھاتے ہیں۔ میں خاموش ہو گیا حالاں کہ سگریٹ میں اور پان میں فرق ہے، پان بعض اہلِ علم کے شعار میں داخل ہے سگریٹ کسی ولی اللہ کے شعار میں داخل نہیں۔

بیڑی پر یاد آیا۔ ابھی میں حیدر آباد گیا تھا اور جہاں میں نے قیام کیا وہ مجھ سے بیعت ہیں مگر ان کے ایک برادر نسبتی دوسرے پیر سے بیعت ہیں تو جو دوسرے پیر سے بیعت تھے وہ بھی آئے ہوئے تھے۔ تو میزبان کا دس بارہ سال کا لڑکا جو حفظ کر رہا ہے اس نے کہا ابّا! آپ کے پیر جو آتے ہیں ان کی تو ایک مشت داڑھی ہے اور ان کو کبھی میں نے بیڑی پیتے نہیں دیکھا اور ماموں صاحب کے پیر کو میں نے دیکھا کہ بیڑی پیتے ہوئے آرہے ہیں، داڑھی بھی نہیں ہے اور سینما بھی دیکھتے ہیں اور نماز بھی نہیں پڑھنے آئے کل ہمارے ساتھ، عشاء کی نماز جب ہوئی تو وہیں بیٹھے رہے، مسجد نہیں گئے۔ ابا! کیا ایسا بھی پیر ہوتا ہے کہیں؟ بتائیے! دس سال کا بھانجا اپنے ماموں سے کہہ رہا ہے کہ ماموں جان یہ بیڑی پینے والا داڑھی بھی نہیں رکھتا، سینما بھی دیکھتا ہے اور فرض نماز بھی نہیں پڑھتا مسجد بھی نہیں جاتا، یہ کیسا پیر ہے؟ تو اس کے ماموں نے کہا کہ یہ تو پیر نہیں ہے مگر اس کے باپ دادا بڑے پیر تھے، میں تو خاندانی پیر کی وجہ سے ان سے بیعت ہوا ہوں۔

مجھے بہت غصہ آیا، میں نے ان سے کہا کہ پائلٹ کا بچہ کیا پائلٹ ہو سکتا ہے اگر ہوائی جہاز اُڑانا نہ سیکھے ؟ڈرائیور کا بچہ ڈرائیور ہو سکتا ہے جب تک کہ موٹر چلانا نہ سیکھے ؟اور ڈاکٹر کا بچہ جو پتنگ اُڑا رہا ہے اور سبزی منڈی میں آلو بیچ رہا ہے اور ڈاکٹر نہیں ہے تو کیا تم اپنے جسم کو علاج و معالجے کے لیے اس کو دے سکتے ہو؟ تو ڈاکٹر کے بیٹے سے جو ڈاکٹر نہیں ہے علاج نہیں کرا سکتے ہو مگر پیر کا بیٹا کتنا ہی نالائق ہو بیڑی پی رہا ہو، نماز نہ پڑھ رہا ہو، سینما دیکھ رہا ہو، وی سی آر دیکھ رہا ہو، اس کے ہاتھ پر بیعت ہو شرم آنی چاہیے۔ اُمید تو ہے کہ ان شاء اللہ اثر ہوا ہو گا۔ (جامع عرض کرتا ہے کہ وعظ ''اصلی پیری مریدی کیا ہے؟'' اسی موقع پر صرف ان بدعتی پیر کے مرید کی اصلاح کے لیے ہوا۔ ڈھائی گھنٹے کا وعظ صرف ان صاحب ہی کے لیے تھا، کمرے میں صرف دو تین سامعین تھے۔)

میں یہ حدیثِ مبارک بیان کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے اخلاق نصیب فرما دے، اور آگے حدیث کا جز ہے کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ کو بُرا لگنے والا اور قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق بُرے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اخلاق کی اصلاح فرمائے۔

خلقِ خدا پر مہربانی کا انعامِ عظیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا پر نرمی کرنے والا اور مہربانی کرنے والا بندہ اللہ کو پسند ہے کیوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہیں اور پسند کرتے ہیں نرمی کرنے والے کو۔ مخلوقِ خدا پر شفقت اور نرمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی کرنے والے کو نہیں دیتے یعنی جو نرمی کرنے والے ہیں ان کو زیادہ اللہ چاہتا ہے اور پیار کرتا ہے، انعامات دیتا ہے اور سخت مزاج آدمی کو وہ انعامات نہیں دیتا۔ لیکن دیکھو بھئی! جو اللہ کے لیے سختیاں ہوتی ہیں وہ مستثنیٰ ہیں بلکہ وہاں سختی کرنا ہی مامور بہ ہے مثلاً اگر دین کے لیے جہاد ہو رہا ہو تو وہاں دشمنانِ دین کے ساتھ نرمی نہیں ہے یا بعض مشائخ اصلاح کے لیے اپنے متعلقین پر سختی کرتے ہیں تو وہ سختی نہیں بلکہ لطف و کرم ہے کیوں کہ اس کا مقصد اصلاح ہے اور ان کو اللہ والا بنانا ہے۔ اس کو سمجھو کہ بعض مواقع سختی کے ہیں۔ اس میں بڑی تفصیلات ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھو کہ جہاں دین کا معاملہ آتا تھا کوئی رعایت نہیں فرماتے

تھے۔ اس لیے اللہ والوں کی سختیوں کو سمجھنا چاہیے۔ علمائے دین سے پوچھو کہ نرمی کیا ہوتی ہے اور سختی کیا ہوتی ہے؟ مگر عام حالات میں شفقت ہی شفقت زیادہ پسند ہے۔ اس لیے کبھی کسی ولی اللہ کو انتقام لیتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اس لیے کسی سے انتقام نہ لو، معاف کرنے کی عادت ڈالو۔

دین سکھانے میں شانِ رحمت کو غالب رکھنے کی دلیل

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾[۲۴]

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔ آیتِ پاک میں اَلۡجَبَّارُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ نہیں ہے اَلۡقَھَّارُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ نہیں ہے، ننانوے ناموں میں سے رحمٰن کو کیوں نازل کیا؟ معلوم ہوا کہ معلّم اور مربّی کو شانِ رحمت رکھنی چاہیے۔ ایک بستی میں قاری صاحب نے ایک بچے کو ایسا گھونسا مارا کہ اس بچے کا وہیں ہارٹ فیل ہو گیا، نتیجہ کیا نکلا کہ اس بستی کے تمام لوگوں نے اپنے بچوں کو حفظ کرانا، قرآن پڑھانا چھوڑ دیا۔ کتنا بڑا نقصان پہنچا! اس لیے معلمین کو چاہیے، مربّیین کو چاہیے، اساتذہ کو چاہیے، دینی پیشواؤں کو چاہیے کہ شفقت اور شانِ رحمت اپنے اوپر غالب رکھیں۔ یہ بات شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ ہم لوگوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ جو باتیں سنائی گئی ہیں سب سے زیادہ محتاج آپ کے سامنے خطاب کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اختر کو اور آپ سب لوگوں کو بھی، تمام سامعینِ کرام کو بھی عمل کی توفیق نصیب فرمائے، ہم سب کی اللہ اصلاح فرمادے اور اپنا بنالے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ
بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

---

[۲۴] الرحمٰن:۱-۲

جنت سراسر عیش و آرام کی اور دوزخ سراپا عذاب اور تکلیف کی جگہ ہے جب کہ دنیا خوشی اور غم کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خوش رہنے اور غموں کو دعوت دینے والی دونوں راہیں واضح طور پر بیان فرمادیں۔ گناہوں کا راستہ غموں تک لے جاتا ہے اور راہِ تقویٰ دلوں کو چین اور اطمینان سے بھر دیتی ہے۔ تقویٰ اہل تقویٰ کی صحبتوں کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تقویٰ حاصل کرو اور اس کے لیے صادقین یعنی اہل تقویٰ کے ساتھ رہو۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "دارِ فانی میں بالطف زندگی" میں بالطف زندگی گزرنے کے لیے گناہوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں گناہوں کے عذابات اور تقویٰ کے ثمرات کو اس طرح مفصل انداز میں بیان فرمایا ہے کہ نہ صرف اس کا سمجھنا بلکہ اس پر عمل کرنا بھی نہایت سہل ہوگیا ہے۔

AW103

ناشر

کتب خانہ مظہری